کیا دورِ یزید تاریخِ اسلام کا سنہری دور تھا؟

حامیانِ یزید اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ یزید کا دور تاریخِ اسلام کا ایک سنہری دور تھا۔ عہدِ یزید میں امن کا دور دورہ تھا۔ رعایا بڑے سکون و وقار کی زندگی گزار رہی تھی۔ ظاہر ہے جب ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے تو پھر سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کا اقدامِ خروج ایک نہایت ہی ناپسندیدہ عمل قرار پائے گا۔ لہٰذا عہد یزید کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ تاکہ ناصبیوں کے اس دعویٰ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"سمعت الصادق المصدوق يقول: «هلكة أمتي على يدي غلمة من قريش»

میں نے صادق و مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما

رہے تھے۔ کہ میری امت کی تباہی و بربادی قریش کے ناپختہ کار کم فہم افراد کے ہاتھوں ہو گی۔

(بخاری شریف حدیث نمبر 7058)

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ :۔

"ان اولهم يزيد كما دل عليه قول ابى هريرة راس الستين وامارة الصبيان فان يزيد كان غالبا ينتزع الشيوخ من امارة البلدان الكبار و يو ليها الاصا غر من اقاربه"

امت کی بربادی کا سبب بننے والوں میں سب سے پہلا یزید ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول"راس الستین و امارۃ الصبیان"اس بات کی دلیل ہے۔ کیونکہ یزید اکثر بڑے بڑے اہم شہروں کی امارت سے تجربہ کار افراد کو معزول کر دیتا اور ان کی جگہ اپنے خاندان کے کم عمر لڑکوں کو مقرر کر دیتا تھا۔

(فتح الباری ج13ص10)

علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

"وأولهم يزيد عليه ما يستحق وكان غالبا ينزع الشيوخ من إمارة البلدان الكبار ويوليها الْأصاغر من أقاربه"

امتِ محمدیہ کی ہلاکت کا سبب بننے والے افراد میں سب سے پہلا شخص "یزید علیہ مایستحق" ہے۔ اس کا معمول تھا۔ کہ وہ نہایت ہی اہم شہروں کی امارت سے بڑے جلیل القدر، تجربہ کار افراد کو ہٹا دیتا اور ان کی جگہ اپنے خاندان کے کم عمر لڑکوں کو مقرر کر دیتا۔

(عمدۃ القاری جز25 صفحہ 113)

علامہ عبد الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:۔

"منهم يزيد بن معاوية واضرابه من احداث ملوك بني أمية فقد كان منهم ما كان من قتل أهل البيت وأكابر المهاجرين"

یزید بن معاویہ اور اس جیسے بنو امیہ کے دیگر بادشاہ مراد ہیں۔ انہی کے ہاتھوں اہل بیت اور اکابر مہاجرین کا قتل عام ہوا۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر جلد2 صفحہ 480)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دورِ یزید سے اس قدر خائف ہو چکے تھے۔ کہ اکثر یہ دعا کرتے رہتے۔

"اعوذ باللہ من راس الستین و إمارة الصبیان"

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں ساٹھ ہجری کے آخری حصہ سے اور نو عمر لڑکوں کی حکومت سے، حتی کہ بازاروں میں چلتے پھرتے اکثر یہ دعا مانگا کرتے۔

"اللھم لا تدرکنی سنة ستین ولا امارة الصبیان"

اے اللہ میری زندگی میں ساٹھ (ہجری) کا زمانہ نہ آئے اور نہ ہی میں نو عمر لڑکوں کی امارت دیکھوں۔

(فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۰)

ساٹھ ہجری میں کس کی حکومت تھی؟

ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فبويع سنة ستين"

اُس (یزید) کی ساٹھ ہجری میں بیعت کی گئی۔

(تہذیب التہذیب ج11ص 360)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"بويع له بالخلافة بعد ابيه فى رجب سنة ستين"

ساٹھ ہجری رجب کے مہینے میں یزید کی بیعت کی گئی۔

(البدایہ والنهایہ ج8ص146)

ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:۔

"يشير إلى خلافة يزيد بن معاوية لأنها كانت سنة ستين من الهجرة واستجاب الله دعاء أبي هريرة فمات قبلها بسنة"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ "راس الستین" کے الفاظ سے یزید بن معاویہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ساٹھ

ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ ایک سال پہلے وفات پا گئے۔

(فتح الباری ابن حجر ج1 ص216)

شیخ حمزہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"يشير إلى خلافة يزيد، وقد استجيب دعاؤه فمات سنة 59 من الهجرة"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ خلافتِ یزید کی طرف ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی ایک سال پہلے ہی وفات پا گئے۔

(منار القاری شرح صحیح البخاری: جلد1 صفحہ 214)

علی بن سلطان الملا الہروی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"يشير إلى خلافة يزيد بن معاوية لأنها كانت سنة ستين من الهجرة، واستجاب الله دعاء أبي هريرة فمات قبلها بسنة"

حضرت ابو ھریرہ ﷛ کا اشارہ خلافتِ یزید کی طرف ھوتا تھا کیونکہ ساٹھ ھجری میں اسکی حکومت قائم ھوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ

نے حضرت ابو ہریرہ ﷛ کی دعا قبول فرمائی، آپ ﷛ ایک سال پہلے ہی وفات پاگئے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد1 صفحہ335)

علامہ عبید اللہ بن محمد الرحمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یشیر الی خلافة یزید بن معاویة ، لانها کانت سنة ستین من الهجرة، واستجاب الله دعاء ابی هریرة فمات قبلها بسنة "

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کا اشارہ اقتدارِ یزید کی طرف ہوتا تھا کیونکہ اس کی حکومت ساٹھ ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی جس کے نتیجے میں حضرت ابو ہریرہ ﷛ ایک سال پہلے ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(مرعاۃ المفاتیح جلد 1 صفحہ 357)

امام السمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" يشير إلى ولاية يزيد وكانت سنة ستين"

اس میں یزید کی حکومت کی طرف اشارہ ہے۔وہ ساٹھ ہجری میں قائم ہوئی تھی۔

(خلاصۃ الوفا جلد ا صفحہ 22)

علامہ عبدالکریم الحضیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"توفي معاويةوتولى بعده ابنه يزيد فأجاب الله دعوة أبي هريرة فقبضه قبل ذلك بسنة توفي سنة 59 أو 58 على خلاف في ذلك . المقصود أن الله أجاب دعاءه فقبضه قبل أن يعامل ويعاشر مثل هؤلاء".

معاویہ فوت ہوگئے تو اُن کے بعد اُن کا بیٹا یزید برسر اقتدار آیا اللہ تعالٰی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اللہ

تعالیٰ نے یزید کی حکومت آنے سے ایک سال پہلے ہی آپ رضی اللہ عنہ

کو اپنے پاس بلا لیا۔

(شرح کتاب الفتن من صحیح البخاری جلد 1 صفحہ 22)

امام الحسن الکتانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام الحسن الکتانی نے امام ابنِ حجر کا درج بالا قول ذکر کیا ہے

اور اس کی تائید فرمائی ہے۔

(الرد علی الطاعن فی ابی ہریرہ ص 18)

علامہ محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یشیر الی خلافة یزید الطرید لعنه اللّٰہ تعالیٰ علی رغم انف اولیائه لانها کانت سنة ستین من الهجرة و استجاب اللّٰہ تعالیٰ دعا ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه فمات قبلها بسنة"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ یزید مردود کی خلافت کی طرف ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ ساٹھ ہجری میں قائم ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ یزید پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی

دعا قبول فرمائی جس کے نتیجے میں ایک سال پہلے ہی فوت ہو گئے۔

(روح المعانی ج3ص258)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"مشیرا الی امارة یزید بن معاویة"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ یزید بن معاویہ کی حکومت کی طرف ہوتا تھا۔

(تفسیر المظہری ج1ص149)

علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"هلاك امتی علی یدی اغیلمة"

چھوکروں کی حکومت کی خرابی اسلام میں یزید پلید کے زمانہ سے شروع ہوئی، وہ کمبخت ایک کم سن چھوکرا تھا۔ بوڑھے بوڑھے صحابہ اس وقت موجود تھے۔ اس کو کسی قاعدے سے خلافت کا حق نہ تھا۔ لیکن زبردستی حاکم بن بیٹھا تھا۔ آخر

مسلمانوں میں وہ تباہی آئی کہ پناہ بخدا مسلمانوں کے سردار امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے جن سے اسلام کی زینت تھی۔ مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی، بہت سے صحابہ اور تابعین کو یزید کے لشکر نے مدینہ میں آکر شہید کیا۔

"لعنت اللہ علی یزید، و علی اتباعه"

(تیسیر الباری جلد نہم، کتاب الفتن صفحہ 131)

قارئین کرام:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو یزیدی دور کے شروع ہونے سے پہلے ہی موت آجانے کی دعا کریں۔ جبکہ ناصبی اسی دور کو تاریخ اسلام کا سنہری دور قرار دیتے پھریں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم سے اعراض نہیں تو اور کیا ہے؟

یزیدی دور کو سنہری دور قرار دینا فرمانِ رسول کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

"عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ يرويه قال ويل للعرب من شر قد اقترب على رأس الستين تصير الأمانة غنيمة والصدقة غرامة والشهادة بالمعرفة والحكم بالهوى"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ہلاکت ہے عرب کے لیے ایک ایسے شر سے جو قریب آچکا ہے۔اور وہ شر ساٹھ ہجری کے اختتام پر رونما ہو گا وہ ایسا وقت ہو گا۔ جب امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا۔ زکوۃ کو جرمانہ تصور کیا جائے گا۔ گواہی صرف معرفت کی بنیاد پر ہو گی۔اور فیصلے خواہشات نفسانی کے تحت ہونگے۔

(مستدرک حاکم ج4/ص530 حدیث رقم:8489

هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین)

امام حاکم فرماتے ہیں "ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین "یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ حافظ ذہبی بھی اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کرتے ہیں۔

برادرانِ اسلام:۔

درج بالا حدیثِ نبوی سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت حسین علیہ السلام کا خروج ایک ایسے حکمران کے خلاف تھا۔ جس کے دورِ اقتدار کو رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شر قرار دیا تھا۔ اور یہ خروج کسی نیک حاکم کے خلاف نہیں تھا بلکہ ایک ایسے حکمران کے خلاف تھا۔ جس کی سرپرستی میں ایک ایسا ماحول تشکیل پا گیا تھا کہ خیر رخصت ہو گئی تھی۔ شر چہار سو اپنے خیمے گاڑھ رہا تھا اور امانت کو غنیمت سمجھ کر ہڑپ کیا جا رہا تھا۔ نظامِ زکوۃ اس قدر بگڑ چکا تھا۔ کہ زکوۃ کو جرمانہ تصور کیا

جارہا تھا اور یزید کی سرپرستی میں عدل وانصاف کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔ فیصلے امراء کی خواہشات کے مطابق ہو رہے تھے۔

نوٹ:

ناصبی لوگ مندرجہ بالا روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں یہ روایت موقوف ہے۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے، یہ روایت حکما مرفوع ہے۔ کیونکہ صحابی کا ایسا قول جس کا تعلق پیش گوئی سے ہو۔ عندالمحدثین اسے مرفوع یعنی رسول کائنات ﷺ کا فرمان ہی تصور کیا جاتا ہے۔

آج کے وکلائے یزید جو یزید کے دورِ سیاہ کو سیدنا عمرِ بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے تشبیہ دیتے ہیں انہیں اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کا قہر ان پر نازل نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس دور میں نفسانیت کا دور دورہ ہو چکا ہو۔ امانتوں میں خیانت کرنا، معاشرے میں عام رواج پا چکا ہو۔ فیصلے خواہشات نفسانی کے تحت ہو رہے ہوں۔ ایسے دور

سیاہ کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے تشبیہ دینا قہرِ الٰہی کو دعوت دینا ہے اور کچھ نہیں۔

قارئین کرام:۔

اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دور کو انتہائی بدترین دور قرار دے رہے ہوں۔آج کا ناصبی اُسی دور کو دورِ فاروقی سے تشبیہ دے کر تاریخِ اسلام کا سنہری دور بتلانے لگے آپ کس کی مانیں گے۔اپنے آقا و مولا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا ناصبی مصنفین کی؟۔یاد رہے آج کا فیصلہ قبر وحشر کا نقشہ تبدیل کر دے گا۔

یزیدی دور میں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بدلی جارہی تھی۔

سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کا خروج ایک ایسے شخص کے خلاف تھا جس نے رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو بدل ڈالا تھا۔ہمارا یہ

دعوی بلا دلیل نہیں۔ ہماری دلیل رسول کائنات ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

"أول من يبدل سنتي رجل من بني أمية يقال له يزيد"

میری سنت کو سب سے پہلے بنی امیہ کا ایک آدمی تبدیل کرے گا۔ جس کا نام یزید ہو گا۔

(مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ج27 ص266)"سندہ حسن"

یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔ حامیانِ یزید اپنی پُر فریب تحریروں سے ضعیف ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ۔ عوام الناس چونکہ اصولِ حدیث کا علم نہیں رکھتے اس لیے عوام کو الجھانے کے لیے ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی معنوی تحریف کر کے عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں ۔ کہ یہ روایت ضعیف ہے۔الحمدللہ یہ ناصبی مصنفین سینکڑوں صفحات سیاہ کرنے کے باوجود درج بالا حدیثِ رسول ﷺ کو ضعیف ثابت کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

یزید شام میں گمراہی کا داعی بن چکا تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"دعاة الضلال يزيد بالشام "

گمراہی کی دعوت دینے والوں میں سے شام میں یزید تھا۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ج1 ص881)

ثابت ہوا۔ سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کا خروج گمراہیوں کے علمبردار یزید کے خلاف تھا۔ نہ کہ عادل و صالح حاکم کے خلاف۔

نوٹ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ اہلِ سنت کی عبارات ہم نے بطورِ حجت کے ذکر نہیں کیں، بلکہ اپنے موقف کی تائید کے لیے سپرد قلم کی ہیں

دورِ یزید ناخلف اور بے عمل امراء کا دور تھا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

"تکون خلف بعد الستین اضاعوا الصلوت و اتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا"

60 ہجری کے بعد ایسے ناخلف آئیں گے جو کہ نمازیں ضائع کریں گے۔ ایسے لوگ جلد ہی غی نامی وادی میں پہنچیں گے۔

(صحیح ابن حبان، ج3 ص32،
مستدرک حاکم ص590،
مجمع الزوئد جلد6 ص231)

امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں۔ "رجالہ ثقاۃ" کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ علامہ البانیؒ فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے۔

(التعلیقات الحسام جلد1 ص165)

قارئینِ کرام: درج بالا احادیث مبارکہ میں ناخلف امراء کی جو علامتیں بیان کی گئیں ہیں۔ وہ یزید میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

حافظ ابنِ کثیرؒ نے واشگاف الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ یزید میں یہ بیماریاں پائی جاتی تھیں۔

"كان فيه ايضا اقبال على الشهوات و ترك بعض الصلوات في بعض الاوقات و اماتتها في غالب الاوقات"

یزید میں یہ برائیاں بھی تھیں شہوات کی طرف لپکنا، بعض نمازیں ترک کرنا، اکثر اوقات وقت گزار کر نماز پڑھنا۔

(البدایہ والنھایہ جلد8ص253)

نوٹ: درج بالا حدیثِ مبارکہ جہاں یزید کی دینی اور اخلاقی حالت بتلا رہی ہے۔ وہاں یزید کے اخروی انجام سے بھی آگاہ کر رہی ہے۔ پیغمبرِ برحق علیہ السلام کی زبانِ نبوت سے نکلے ہوئے ان الفاظ "فسوف يلقون غيا" کو دوبارہ پڑھیے۔

کیا یہ الفاظ یزید کے جہنم کی وادی غی کے مکین ہونے کی طرف اشارہ نہیں کر رہے۔ حامیانِ یزید جو حدیثِ قسطنطنیہ جگہ جگہ بیان کر کے سامعین سے بار بار پوچھ رہے ہوتے ہیں۔ کیا یزید کے جنتی ہونے میں کوئی شک ہے؟ ؟ ؟ اگر کوئی درج بالا حدیث بیان کر کے ان حامیانِ یزید سے سوال داغ دے، کہ اے وکلائے یزید، کیا اب بھی کوئی شک ہے کہ یزید غی نامی وادی میں نہیں پڑا ہوا؟ تو یزید کے یہ ناکام وکیل اُسے کیسے مطمئن کر پائیں گے؟؟؟

العبرت ، العبرت، العبرت

نیز حدیثِ قسطنطنیہ کی دن رات رٹ لگانے والے محبانِ یزید درج بالا حدیث کو بھی ایک نظر ضرور دیکھ لیں۔ یاد رہے درج بالا حدیث کو ہم نے نہیں بلکہ حافظ ابنِ کثیرؒ نے یزید پر چسپاں کیا ہے۔ جن پر ناصبی حضرات آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتے ہیں۔

(دیکھئے البدایہ والنہایہ ج8ص325)

احادیثِ رسول ﷺ میں ساٹھ ہجری ہی کی مذمت ہے۔

قارئین کرام:۔

حامیانِ یزید اُن روایات کی جن میں سن ساٹھ کا تذکرہ ہے۔ پُر فریب تاویل کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں۔ کہ "الستین" سے مراد ساٹھ ہجری نہیں بلکہ آپ کی وفات سے بعد والے ساٹھ سال ہیں۔اس لحاظ سے "الستین" سے مراد ستر ہجری ہے۔حامیانِ یزید کی یہ تاویل مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر باطل و مردود ہے۔

1۔حامیانِ یزید کی یہ خود ساختہ تحقیق اکابر محدثین اور امت کے جلیل القدر ہزاروں علمائے کرام کی تحقیق سے متصادم ہے۔ جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں جلیل القدر محدثین و ائمہ دین کے اقوال ملاحظہ فرماچکے ہیں۔

2۔ ساٹھ ہجری میں یزید حکمران تھا۔ جب کہ ستر ہجری حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے دورِ حکومت میں آتا ہے۔

قارئین کرام:۔ فیصلہ آپ نے دینا ہے۔ اگر ستر ہجری مراد لی جائے تو اس سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے دورِ خلافت کی مذمت ثابت ہوتی ہے۔ آپ یزید کی خاطر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت کو مذموم تسلیم کرلیں گے؟

3۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا دورِ خلافت چونسٹھ ہجری سے لیکر تہتر ہجری تک جاتا ہے۔ جبکہ یزید کا دورِ حکومت ساٹھ سے لیکر چونسٹھ ہجری تک ہے۔ اگر وکلائے یزید اسی بات پر مصر ہیں۔ کہ حدیث میں ساٹھ ہجری کی بجائے ستر ہجری کی مذمت ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا دورِ حکومت ستر سے شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ چونسٹھ ہجری سے شروع ہو جاتا ہے۔ کیا چونسٹھ سے لیکر اٹہتر تک تقریباً چھ سال کا عرصہ ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ستر ہجری سے پہلے کی حکومت قابلِ تعریف ہو اور ستر ہجری کے بعد قابلِ مذمت ہو جائے۔

4۔یزید کے دورِ حکومت میں رونما ہونے والے حوادثات اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں ہونے والے سانحات کا موازانہ کیا جائے۔تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت بالخصوص ستر ہجری میں وہ حوادثات رونما نہیں ہوئے ۔ جو یزید کے دورِ حکومت میں رونما ہوئے۔ حالانکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور میں جو حوادثات رونما ہوئے ان کے ذمہ دار عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نہیں بلکہ ان تمام حوادثات کے پیچھے بھی بنوامیہ کا ہی ہاتھ نظر آتا ہے۔

- سیدنا امام حسین علیہ السلام کے اندوہ ناک قتل کا حادثہ بالاتفاق یزید کے دور میں پیش آیا۔
- سانحہ حرہ دورِ یزید میں پیش آیا۔

- مکہ پر چڑھائی دورِ یزید میں کی گئی۔

حامیانِ یزید کو دعوتِ عام ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے دورِ خلافت بالخصوص ستر ہجری کا کوئی ایسا واقعہ پیش کریں۔ اگر یہ پیش نہ کر سکیں تو طے ہو گیا۔ تباہی و بربادی والا وہ دور جس کی مذمت حدیثِ رسول ﷺ میں آئی ہے۔ وہ یزید ہی کا دورِ ملوکیت ہے، نہ کہ عبداللہ بن زبیر ؓ کا دورِ خلافت۔

یاد رہے

ناصبیوں کا یہ کہنا یہ سن ہجری آپ ﷺ کے دورِ نبوت میں رائج ہی نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے کلام سے سنِ ہجری مراد نہیں لیا جا سکتا۔ یکسر غلط ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے "راس الستین" کے الفاظ پیش گوئی کے انداز میں ارشاد فرمائے ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ حدیث رسول ﷺ میں کسی شخص کا نام لیکر اس کی مذمت کی گئی ہو اور وہ شخص آپ

ﷺ کے دورِ نبوت میں پیدا ہی نہ ہوا ہو۔ اس شخص کے حمایتی ناصبیوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کہنے لگیں۔ حدیث میں جس شخص کی مذمت ہے ۔ اس سے مراد ہمارا آدمی قطعاً نہیں۔ کیونکہ یہ تو آپ ﷺ کے دورِ نبوت میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ حامیانِ یزید کا جواب کیا ہو گا؟؟

سلطنت بنو امیہ ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

بنو امیہ کی حکومت ایک غیر شرعی حکومت تھی۔ کوئی حکومت جس کی بنیاد صرف شخصیت پر ہو، کبھی بھی اسلامی حکومت نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے اسلام کی روح حریت و جمہوریت کو غارت کیا اور مشورہ واجتماعِ امت کی جگہ محض غلبہ جابرانہ اور مکر و خدع پر اپنی شخصی حکومت کی بنیاد رکھی، اور ان کا نظامِ حکومت شریعتِ الٰہیہ نہ تھا۔ بلکہ محض اغراضِ نفسانیہ و مقاصد سیاسیہ، ایسی حالت میں ضروری تھا کہ ظلم و جبر کے مقابلہ کی ایک مثال قائم کی جاتی اور حق و حریت کی راہ میں جہاد کیا جاتا۔ حضرت سید الشہداء نے اپنی قربانی کی مثال قائم کر کے مظالمِ بنو امیہ کے خلاف جہادِ حق کی بنیاد

رکھی۔ اور جس حکومت کی بنیاد ظلم و جبر پر تھی اس کی اطاعت و وفاداری سے انکار کر دیا۔

(شہادتِ حسین ص58)

حاصلِ کلام:

☆ بنوامیہ کی حکومت غیر شرعی اور غیر اسلامی تھی۔

☆ بنوامیہ نے روحِ حریت کو تباہ و برباد کیا۔

☆ بنوامیہ کی حکومت کی بنیاد صرف اور صرف اغراض نفسانیہ پر تھی۔

☆ سیدنا حسین کا خروج بنو امیہ کے ظلم و ستم کے خلاف جہاد تھا۔

☆ سیدنا حسین کا خروج بنو امیہ کے ظلم و ستم کے خلاف جہاد تھا۔

نوٹ : مولانا ابوالکلام آزاد کو حوالے کے طور پر انڈین ناصبی نے بھی پیش کیا ہے۔ دیکھئے یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ ص 848، مولانا آزاد کے مضمون سے اپنی مرضی کی عبارت نقل کر دینا اور مخالف عبارت سے صرف نظر کرنا علمی خیانت ہے اور کچھ نہیں۔